سوال

(370)نکاح شغار کی تحقیق یعنی نکاح مبادلہ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نکاح شغار کی تحقیق یعنی نکاح مبادلہ

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نکاح شغار کی تحقیق یعنی نکاح مبادلہ

عرب کے دور جاہلیت میں عام طور پر نکاحوں میں معاوضہ نکاح بصورت مہر مقرر ہوتا ہے۔ جس کی ایک صورت یہ تھی۔ کہ ایک شخص اپنی لڑکی یا قریبہ کسی دوسرے کے لڑکے یا قریبی سے نکاح کردیتا۔ اس شرط پر کہ تو اپنی لڑکی یا قریبہ میرے ساتھ یا میرے لڑکے کے ساتھ نکاح کردے۔ مہر اس میں کچھ نہ ہوتا تھا۔ اس کا نام شغار(1) تھا۔ پس شغار کے معنی ادو میں نکاح مبادلہ ہیں اور پنجابی زبان میں ''وٹہ داساک'' حدیث شریف میں اس قسم کے نکاح کی بابت منع آیا ہے۔ اب علماء کے دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے۔ شغار میں اگر فریقین کے طرف سے مہر کی نفی و تو نکاح جائز نہ ہوگا۔ اگر مہر مقرر ہو تو چاہیے کہ باصورت تبادلہ ہو نکاح جائز ہے۔ راقم مضمون مولوی عبدالجلیل صاحب کی تحقیق فریق ثانی سے متفق ہے۔ اس لئے فریق اول کے جواب میں آپ نے مضمون بھیجا ہے جو درج ذیل ہے۔ (مدیر)

پرچہ تنظیم میں اپریل 35ء سے میں بطور ضمیمہ مسئلہ شغار کی ایک بسیط تحریر طبع ہورہی ہے۔ مگر فی الحقیقت وہ تحقیق تحقیق نہیں ہے۔ محدثین کے مسلک سے کوسوں دور ہے۔ حضرت شیخ الہند شمس العلما مولانا سید محمد نزیر حسین قدس اللہ سرہ العزیز کا مہر گروہ و دیگر اہل حق کا فتویٰ درباره جواز مع المہر خروج آن از شغار منہی عنہ مطبوع ضمیمہ فتاویٰ نزیریہ موجود ہے۔ پھر مع المہر کو شغار منہی عنہ میں داخل کرنا متفقہ مسئلہ علمائے اہل حدیث کے خلاف کرکے جماعت اہلحدیث میں ایک جداگانہ شک پیدا کرنا مناسب معلوم ہوا کہ امر کے متعلق ایک مضمون مختصر حوالہ قلم ہو جس سے حقیقت مسئلہ کی منکشف ہو۔ پس واضح ہو۔ کہ حدیث لاشغار فی الاسلام سے نفی کررہی ہے۔ یعنی اسلام میں شغار نہیں۔ اس سے یہ بات معلوم ہورہی ہے۔ کہ اسلام کے سوا کسی اور میں شغار تھا جس کو شارع علیہ السلام اپنے مذہب میں مغایر فرماتے ہیں۔

کتب کے ملاحظ سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جاہلیت یعنی زمانہ رسالت مآب ﷺ کے قبل کے لوگوں کا ایک معمول بہ نکاح تھا۔ صراح و منتہی الارب میں ہے۔

شغار بالکسر نکاح جاہلیۃ مختار الصحاح رازی و صحاح جوہری میں ہے۔ الشغار بالکسر نکاح کان فی الجاہلیۃ مصباح المنیر میں ہے۔ وکان شغا ہاتاج المصادر بیہقی میں ہے۔ المشاغرة من

الشغار وہو نکاح کان فی الجاہلیۃ ۔ ابن العربی احکام القرآن میں لکھتے ہیں۔ فان الناس کانوا یتناکحون فی الجاہلیہ بالشغار امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں۔ کان شغار من جاہلیۃ ابن اثیر نہایہ میں۔ اور علامہ محمد طاہر فتنی مجمع بحار الانوار میں تحریر فرماتے ہیں۔ ہو نکاح معروف فی الجاہلیۃ ان آئمہ لغت کی تصریحات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی۔ کہ یہ جاہلیت کے زمانہ والوں کا ایک قسم کا نکاح ہے۔ زمانہ جاہلیت والوں کا یہ نکاح کس طور کا تھا۔ اس میں رائے زنی کی تو کوئی ضرورت ہی نہیں۔ جب تک یہ ایک قوم کا مرسوم معاملہ ہے۔ تو بس ان میں ان کا طریق مرسوم معلوم ہو جانا بس کافی ہے جیسے کوئی امر توفیقی ہوا کرتا ہے۔ ان کے مرسومی معاملے میں فقہاء کو ان کی اصطلاح میں علماء کو رائے زنی کا کیا حق ہے۔ نہایہ ابن الاثیر و مجمع بحار الانوار میں ہے۔

ہو نکاح معروف فی الجاہلیۃ کان یقول الرجل للرجل شاغرنی اي زوجنی اختلف او بنتک او من تلیامرہا حتی ازوجک اختی او بنتی او من الی امرہا ولایکون بینہا مہر وتکون بضع کل واحدہ منہا بضع الاخري

مقدمہ ابن رشد مالکی مختصر مدونہ ص 62 ج 3 میں ہے۔

کان الرجل فی الجاہلیۃ یقول للرجل شاغرنی اي زوجنی ابنتک علی ان ازوجک ابنتی بلامہر

علامہ بیہقی تاج المصادر اور جوہر صحاح میں اور رازی مختصر صحاح یعنی مختار میں اور فاضل جمالی صراح میں رقم طراز ہیں۔

ولفظ التاج المشاغرۃ من الشغار نکاح کان فی الجاہلیۃ وہو ان یقول الرجل للرجل اخر زوجنی بنتک اوانختک علی ان ازوجک اختی او بنتی علی ان صداق کل واحدہ منہا بضع الاخري کانہا ارفعا المہر واخلیا البضع عنہ ومنہ الحدیث لاشغار فی الاسلام

قاموس میں ہے۔

الشغار بالکسر ان تزوج الرجل امراۃ علی ان یزوجک اخري مہر مہر صداق کل واحدۃ بضع الاخري

اہل جاہلیت کا دستور العمل یہ تھا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہتے۔ کہ تو مجھ سے اپنی دختر ہمشیرہ یا جو بھی تیرے زیر ولایت ہو نکاح کر دے۔ میں تجھ سے اپنی دختر یا ہمشیرہ یا جو بھی میرے زیر ولایت ہے نکاح کر دیتا ہوں۔ مہر بھی کچھ نہیں۔ فرج لو اور فرج دو۔ آدمی دو اور آدمی لو۔ یہ تھا و تیرہ اہل جاہلیت کا جیسے بیک زبان ائمہ لغت نے بیان کیا ہے۔ تاج العروس ص 307 میں ہے۔

قال الشافعی وابو عبیدۃ وغیرہا من العلماء اشغار المنہی عنہ ان یزوجہ لرجل حریتہ علی ان یزوجہ المزوج حریتہ ل اخري ویکون صداق کل واحدۃ بضع الاخري کانہا رفعا المہر واخلیہ البضع عنہ

ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لغت سے ہے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں۔ سب واقف ہیں۔ صاحب تاج العروس ان دونوں بزرگوں کے علاوہ بھی کل علماء سے بالاتفاق بیان کرتے ہیں۔ شغار ممنوع وہی ہے۔ جس میں آدمی اپنی محرمہ دے کر دوسرے کی محرمہ لے بلامہر فرج منکوحہ دے کر فرج منکوحہ لے مہر بھی یہی سب کچھ ہے۔ (ہدایۃ المجتہد ص 35 میں ہے۔

فامانکاح الشغار فاتیم التفقوا علی ان صفتہ ہوان ینکح الرجل ولیتہ رجلا اخر علی ان ینکح الاخر ولیتہ ولاصداق بینہا الا بضع ہذہ بضع الاخر واتفقوا علی انہ نکاح غیر جائز کثبوت النہی

شغار کی توصیف و تعریف میں سب علماء متفق ہیں۔ وہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ولیہ کا کسی دوسرے س اس بنا پر نکاح کر دے کہ وہ اپنی ولیہ کا اس سے نکاح کر دے۔ مہر ان میں کچھ نہیں یہی کہ منکوحہ لی۔ منکوحہ دی۔ نیز سب کا اتفاق ہے کہ یہ نکاح بایں صفت جائز نہیں۔ ممانعت ثابت ہونے کیوجہ سے کتاب الام ص 68 جلد 5 میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اذاانکح الرجل ابنتہ اولمراۃ علی امرہامن کانت علی ان ینکحہ ابنتہ اوالمراہ علی امرہامن کانت علی ان صداق کل واحدۃ منہا بضع الاخري ولم یسم لواحدۃ منہا صداق فہذاالشغار الذي نہی عنہ رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم فلایحل النکاح

جب آدمی اپنی دختریا اپنی مولیہ جو بھی ہوان کا نکاح کردے۔ اس بنا پر کہ دوسرا اپنی دختریا اپنی مولیہ جو بھی ہونکاح کردے۔ مہر میں یہی ایک کی فرج لینا دوسری کا دینا کسی ایک کا زکر بھی نہ ہو۔ پس یہی وہ شغار ہے۔ جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ان عبارتوں سے شغار کی اصلیت اوراس کی کیفیت روزروشن کی طرح معلوم ہوگئی اوراھل جاہلیت میں جس طریق سے معمول تھا وہ بھی معلوم ہوگیا۔

بالاتفاق آئمہ لغت وآئمہ اعلام زمانہ جاہلیت والوں کی غرض اس نکاح میں فرج کا فرج کے عوض اپنےلئے حلال کرنے کرانے ہی کی ہواکرتی تھی۔ لاغیر یہ مقصد نہیں کہ جونکاح بلازکر مہر کے ہواہو۔ وہ بھی شغار ہی ہے۔ چونکہ ان کی غرض اصلاً مہر عدم کے تقرر کی نہیں ہوتی۔ بلکہ کسی وجہ سے تقرر مہر نہ آیا۔ مگرانھیں مہر دینا پڑے گا۔ نکاح کے منعقد ہونے میں شبہ نہیں۔ بخلاف شغار کے کہ اس میں مہر کا تقرر ہی مقصود نہیں ہوتا۔ بلکہ فرج ہی فرج کے مقابلے میں دے دی اورلے لی۔ یہی ان کی غرض ہے۔ ان کی غایت یہی ان کا عندیہ ہے۔ اوربس چھٹی مل گئی۔ لہذااس نکاح میں اوراس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ نیزاگرکوئی اپنی مولیہ دے۔ اورکسی کی مولیہ لے۔ مگرباقاعدہ مہروغیرہ کے ساتھ فرج کا فرج سے تبادلہ ہی مقصودنہ ہوا۔ اس نکاح کوشغار نہیں کہتے۔ لڑکی لینا لڑکی دینا مہر کے تقرر کے ساتھ شرعاًشغار میں داخل نہیں۔ اہل جاہلیت واہل اسلام ہردو کی نیتوں میں ہی زمین آسمان کا فرق ہے۔ اہل جاہلیت کی غرض لڑکی وغیرہ لینا اوردینا بطورتبادلہ کے مہر سے کوئی سروکار نہیں بلکہ فرض حلال کردینا اورحلال کرالینا فرج دے دلاکریعنی اپنی مولیہ دے کراس کے عوض میں کسی کی مولیہ لینا ہے۔ اس میں ایک قسم کی خاص قباحت موجود ہے۔

جس شغارجہالت کی آئمہ نے بالاتفاق تعریف کی ہے۔ وہی احادیث مرفوعہ وآثار موقوفہ سےثابت ہے۔ احادیث مرفوعہ اگرچہ ضعف سے خالی نہیں۔ لیکن تمام اہل علم کااس پراتفاق ہے۔ لہذاقابل احتجاج ہونے میں شبہ نہیں۔ امام ترمذی نے اپنی جامع میں متفقہ محدثین شغار کی تعریف کی ہے۔ فرماتے ہیں۔

بعد نعدبل حدیث الشغاران یزوج الرجل ابنتہ علی ان یزوجہ الاخرابنتہ واختہ ولاصداق بینہما

میں کہتاہوں کہ اس تعریف کی مخالفت صریح کسی ایک آدھ محدث سے بھی ثابت نہیں۔ گویا یہ تعریف تمام محدثین وعلمائے مجتہدین وآئمہ لغت کی متفقہ ہے۔ مرفوع روایتوں میں سے ایک حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

مرفوعاعن الشغاروالشغاران ینکح ہذہ بہذہ بغیر صداق بضع ہذہ صداق ہذہ وبضع ہذہ صداق ہذہ رواہ البیہقی

دوسرے ابوریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن المشاغرۃ والمشاغرۃ ان یقول زوج ہذا من ہذہ من ہذابلامہر رواہ ابوالشیخ فی کتاب النکاح

یہ دونوں فتح الباری ص 140 جلد 9 میں ہیں۔

3۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیس منا من ینتہب وقال لاشغارفی الاسلام والشغاران تنکح المراۃ ان احدہاالاخري بغیر صداق

(رواہ الطبرانی مجمع الزوائد ص 2678 ج 4)

4۔ عن ابن ابی کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاشغارفی االسلام قالواوما الشغارقال نکاح المراۃ بالمراۃ لاصداق بینہما رواہ الطبرانی فی الصغیر والاوسط مجمع الزوائد ص ٢٦٦ ج ٤)

حافظ ابن احجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تلخیص ص 294 میں فرماتے ہیں۔

واسنادہ وان کان ضعیفا لکنا نستانس بہ فی ہذا المقام

فتح الباری ص 140 جلد 9 میں ہے۔

قال القرطبی تفسیر اشغار موافق بما ذکرہ اہل اللغہ فان کان مرفوعا فھو المقصود وان کان من قول الصحابی فمقبول ایضا الانہ اعلم بالمقابل واقعہ با لحال

ہم نے مانا کہ ضعیف حدیث قابل احتجاج نہیں ہوتی۔ مگر میرے محترم وہ کہ احادیث صحیحہ کے مقابلے میں جب واقع ہو حدیث لاشغار فی الاسلام وان احادیث ضعیفہ میں کسی قسم کا بھی تعارض نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ملاحظہ فرمائیں۔ صحیح صریح نہیں ہوتی۔ یا غیر صحیح سے استدلال یا اس کی طرف اشارہ یا لفظ متابعۃ وضاحت کی بنا پر بیان کر دیا کرتے ہیں۔

افصاح نکت ابن الصلاح مین ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ومن جملہ صفات القبول التی لم یتعرض لہا شیخنا الحافظ یعن زین الدین العراقی ان یتفق العلماء بدلول حدیث فانہ یقبل حتی مجیب العمل بہ وقد صرح بذلک جماعۃ من ائمۃ الاصول الخ کذا فی التحفۃ المرضیۃ الملصدقۃ مع الطبرانی للقاضی حسین بن محسن الانصاري ص ٣٦٦

حافظ صاحب روپڑی نے علامہ شیر خیتی سے نقل کیا ہے۔

و محل کونہ لایعمل بالضعیف فی الاحکام مالم یکن تلقہ الناس بالقبول فان کان کذالک تعین وسار حجۃ یعمل بہ فی الاحکام وغیرہا کما قال الشافعی

اس جگہ ان احادیث ضعیفہ کے مدلول پر تلقی الناس بالقبول بالاتفاق موجود ہے۔ یہ حدیث لائق احتجاج ہوئیں۔ مع ہذا روایات صحیحین تک ان کی موند دیکھو صحیح بخاری کتاب لحیل و صحیح مسلم کتاب النکاح بعد حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعا

قلت لنافع ما الشغار قال ینکح بنت لرجل و ینکحہ ابنتہ بغیر صداق و ینکح اخت الرجل و ینکحہ اختہ بغیر صداق

بخاری باب الشغار کے الفاظ یوں ہیں۔

والشغار ان یزوج الرجل ابنتہ علی ان یزوجہ الاخر ابنتہ لیس بینہما صداق

صحیح مسلم میں بطریق ابو الرتاد ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں

ذاد ابن غیر الشغار ان یقول الرجل للوجل زوجتی ابنتک وازوجک ابنتی اوزوجنی اختلف وازوجک اختی

اس روایت مسلم میں مہر وغیرہ کا زکر نہیں جس سے ہمارے محترم احباب بے جا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ جو ان کی کوتاہ نظری ہے۔ ابو الرتاد سے موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ص 139/2 میں ہے۔

ابن وہب عن ابی الرتاد عن ابیہ قال کان یکتب فی عہود السعاۃ ان ینتہوا اہل علہم عن الشغار والشغار ان ینکح الرجل امراۃ و ینکحہ الاخر امراۃ بضع احداہما بضع الاخري بغیر صداق وما یشبہ زلک

معلوم ہوا کہ یہ کسی راوی کا اس میں تصرف ہے۔ کہ جس نے لفظ صداق کا حذف کر دیا۔ وہ بھی شاید نہ پہنچنے کی بنا پر نہ کہ عمداً یہ کام کیا ہو۔ بلا ذکر مہر کے جو تفسیر ہے۔ وہ عبید اللہ کی

ہے ۔ دیکھو نسائی باب تفسیر الشغار جو نہ تابعی اور نہ ہی تبع تابعی ان سے نیچے علاوہ ازیں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں خود یہ لفظ موجود ہیں ۔ دیکھو خلافیات بہقی ورق نمبر 50

فی مسنۃ الشغار اخبرنا ابو عبداللہ الحافظ انا ابو بکر محمد بن احمد بن حاتم فنا للبوا الموجہ انا صدقۃ ثنا عبدۃ عن ابی بکریب عن عبیداللہ عن ابی الرتاد عن لاعرج عنہ ابی ہریرۃ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الشغار والشغار ان یزوج الرجل ابنتہ الرجل ویزوج ابنتہ ولا صداق بینہما

اس روایت کی سند کی طرف امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اشارہ کیا ہے ۔ بحمد اللہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بھی بلا مہر کی تقید ثابت ہو گئی ۔ اب تمامی روایات مرفوعہ موقوفہ تفاسیر طریقہ و عمل اہل جاہلیت و تفاصیل آئمہ لغت و آئمہ محدثین و فقہاء ایک ہو گئیں ۔ فلربنا الحمد ولہ المنۃ ۔

علامہ خطابی کا معالم السنن میں کلام بھی اسی کو مقتضی ہے ۔ ص 193 جلد 3 میں بعد روایت نافع فرماتے ہیں ۔

قال الشیخ تفسیر الشغار ما تبہ نافع وقد روي ابو داؤد ایضا فی ہذا الباب باسنادہ عن الاعرج وزکر قصہ معاویۃ بلفظ وکانا جعلاۃ صداقا ثم قال قال الشیخ فاذا دفع النکاح علی ہذہ الصفۃ کان باطلا کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عنہ

اگر خطابی کے کلام میں جعلاہ صداقا نہ تسلیم کیا جائے ۔ تو ان کے کلام میں مرابطہ مفقود ہو جاوے گا ۔ معاویہ کی روایت کو اسی پر محمول کرنا لازمی امر ہے ۔ تا اعرج کی اصل روایت کے بھی مخالف نہ ہو ۔ اعرج ہی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا راوی ہے ۔ اگر اس پر محمول نہ کیا جاوے ۔ تو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ لکھنا کہ ہذا الشغار والذي نہی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل غلط ہو گا ۔ چونکہ یہ تعریف کسی طریق سے بھی صحیح نہیں ۔ نہ نبی کریم ﷺ سے نہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین یا تابعین رحمۃ اللہ علیہ سے اور نہ ہی آئمہ لغت و فقہاء محدثین وغیرہم سے اور نہ ہی معمول اہل جاہلیت اس کے مساعد ہے ۔ (ابو عبدالکبیر محمد عبدالجلیل سامرودی کان اللہ لہ)

اہلحدیث

یہ تحقیق انیق قابل قبول ہے پہلے میرا فتوی یہی تھا مگر واقعات سے ثابت ہوا ۔ کہ چند پیسے مہر رکھ کر بھی نکاح شغار میں بڑا فساد یہ ہوتا ہے ۔ کہ ایک فریق کا ہو سے کچھ بگاڑ ہوا ۔ تو اپنی لڑکی روک لی ۔ دوسرے فریق کو تکلیف دینے کے لئے یا ایک فریق نے بوجہ ناچاقی ہو کو معلق رکھا تو دوسرا اس طرح کرتا ہے ۔ اس لئے بسا اوقات بے گناہوں پر بھی ظلم کرتے ہیں ۔ اس لئے آج کل میرا فتوی یہ ہے ۔ کہ نکاح شغار باوجود مہر کے بھی جائز نہیں (اہلحدیث امرتسر ص 168 ربیع الاول 54 ہجری سنہ)

شرفیہ

میں کہتا ہوں بالکل صحیح ہے ، گزشتہ سال میں نے ایک استفتاء میں مسئلہ شغار کا جواب اردو ہی میں لکھا تھا اس میں ہی تحقیق لکھی تھی جو مجیب صاحب نے لکھی ہے ۔ جواب لکھنے کے بعد محلی ابن حزم کے دیکھنے کا اتفاق ہوا ۔ تو کیا دیکھتا ہوں ۔ اس نے اس مسئلہ میں انا دلا غیری کا ہڑبم بپا کر رکھا ہے ۔ جیسے اس کی عادت ہے ۔ اور اپنی عادت سے مجبور بھی ہے ۔ خیر تو چونکہ اس کی کتاب عربی میں ہے ۔ اس لئے میں بھی اپنے فتوی کا ضمیمہ یعنی جواب محلی خرم شغار کا جواب عربی میں ہی لکھا تھا ۔ وباللہ التوفیق

(ابو سعید شرف الدین دہلوی)

۱... صلہ فی لغۃ الرفع یقال شغر الکلب اذا رفع رجلہ لیبول کانہ قال لاترفع رجل فتی حتی ارفع رجل بنتک (نووي)

فتاویٰ ثنائیہ

جلد2ص344

محدث فتویٰ